مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

مسلمان کی شان امتیازی

ذیل کا مضمون مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی وہ اہم تقریر ہے جو انہوں نے ۱۲، ۱۳، ۱۴ جون ۱۹۹۹ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے وسیع وعریض میدان میں ایک عظیم تبلیغی اجتماع میں کی، جس میں پورے ملک سے جماعتوں، کارکنوں اور مقصد سے دلچسپی رکھنے والوں اور دعوتی وتبلیغی کام سے جڑے افراد نے شرکت کی، تقریباً ایک لاکھ کے قریب مجمع تھا، حضرت مولانا مرحوم نے اپنی طویل علالت کے دوران ذمہ داران اجتماع کی خواہش وطلب پر اور اس کی ضرورت واہمیت کا خود بھی اندازہ کرتے ہوئے اپنی کمزوری صحت اور شدید ضعف کے باوجود یہ تقریر کی۔ــــ اس خطاب میں حضرت مولانا مرحوم نے ایک ایسے پہلو کی طرف اس مجمع عظیم کو توجہ دلائی جو ماحول، ملک اور زمانہ پر اثر انداز ہو سکتا ہے، خیر امت، داعی عالم اور داعی انسانیت کی حیثیت سے مسلمانوں کا (وہ جہاں بھی رہیں) فرض ہے اور صورت حال، فساد عظیم اور غفلت عام کو دور کرنے کے لئے مؤثر اور ضروری ہے۔ آج بھی اس خطاب میں وہی تازگی اور اسلام کے اجتماعی واخلاقی تقاضوں اور اقدار کی طرف سے بے توجہی اور لاپرواہی کو دور کرنے اسلام کا مخصوص صالح اور نافع کردار اختیار کرنے کی تلقین پائی جاتی ہے۔ امید ہے قارئین ان رہنما اصول کو اپنائیں گے اور اپنی زندگی میں نافذ کریں گے۔

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین، وبعد!

میرے دوستو عزیزو! اور دور سے آئے ہوئے مہمانو! اور میرے محبوب وقابل قدر بھائیو!

پہلے تو میں آپ تمام لوگوں کو مبارکباد دیتا ہوں خاص طور پر انہیں جو یہاں اس بڑے تبلیغی ودعوتی اجتماع کے ذمہ دار ہیں، کارکن اور داعی ہیں کہ کتنی بڑی تعداد میں لوگ یہاں اکٹھے ہوئے، جن کا اتفاق ایک کلمہ پر ہے، ایک عقیدہ پر ہے، ایک مقصد پر ہے، اور ایک طرز پر ہے، یہ ایسا مجمع ہے کہ جو اگر بے ادبی اور گستاخی نہ ہو تو کہوں کہ عرفات ومنیٰ کی یاد دلاتا ہے اور اس سے بڑھ کر بلیغ تشبیہ نہیں ہو سکتی کہ اس مجمع کی تشبیہ عرفات ومنیٰ سے دی جائے۔

میں کہوں گا کہ یہ کوئی اتفاقی واقعہ یا حادثہ نہیں ہے کہ اتنا بڑا مجمع جو کہ خاص مقصد لے کر جمع ہوا، ایک فکر لے کر جمع ہوا اور وہ دنیا میں انقلاب برپا کردے، میں تاریخ کا ایک طالب علم ہوں اور تاریخ میرا خاص موضوع رہا ہے اور پھر میں نے کئی زبانوں میں تاریخ پڑھی ہے انگریزی میں پڑھی ہے اردو وفارسی میں پڑھی ہے اور پڑھی ہی نہیں لکھی بھی ہے، میں کہتا ہوں کہ اتنا بڑا مجمع اگر ایک مقصد رکھنے والا ہو اور وہ خلوص کے ساتھ جمع ہو، تو دنیا میں انقلاب آسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ

ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيمِ. (سورہ الانفال:۲۹)

اس آیت کریمہ پر بہت کم لوگوں نے غور کیا ہوگا، یہ ایک سنسنی خیز، چونکا دینے والی، ہلا دینے والی اور انقلاب لے آنے والی آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ جو اللہ العالمین ہے، رب العالمین ہے، خالق کائنات ہے، خالق جن و بشر ہے، کوئی چیز اس کے حکم کے بغیر پیش نہیں آسکتی، سلطنتوں میں انقلاب پیدا کرنے والا ہے، حالات میں تبدیلی لانے والا ہے، غلام کو آزاد کرنے والا ہے، اور آزاد کو غلام بنا دینے والا ہے، اور وہ جو "عالم الغیب والشھادۃ" ہے جو قادر مطلق ہے، جو قدیر برحق ہے جو اللہ برحق ہے وہ کہتا ہے: یا یھا الذین آمنو ا ان تتقو ا اللہ کہ اے ایمان والو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے۔

یہ تقویٰ کوئی معمولی لفظ نہیں ہے کہ جو کم کھائے، سادہ رہن سہن رکھے یا کم گو ہو، بس کہہ دیا جائے کہ یہ متقی ہے، غیبت نہ کرے، چغلی نہ کھائے، جھوٹ نہ بولے، تو وہ متقی ہو گیا، تقویٰ صرف اسے نہیں کہتے، تقویٰ کا لفظ قرآن مجید کی اصطلاح میں بڑا جامع اور بہت وسیع لفظ ہے، انقلاب انگیز اور کایا پلٹ دینے والا لفظ ہے، یہاں "ان تتقو ا اللہ" فرمایا گیا ہے، یہاں ڈرنے کے لئے خوف کا لفظ نہیں استعمال کیا گیا "تقویٰ" میں عقائد بھی آجاتے ہیں، اعمال بھی آجاتے ہیں، مقاصد بھی آجاتے ہیں، اعمال بھی آجاتے ہیں، طرز زندگی بھی آجاتا ہے، اخلاقیات بھی آجاتے ہیں، کہ اللہ سے ڈرنے والا ہو، شریعت پر چلنے والا ہو، اللہ ورسول کے احکام پر عمل کرنے والا ہو اور انسانیت کا بہی خواہ اور ہدایت کا داعی اور پاکباز ہو، جس کی نگاہیں نیچی، جس کی زبان محتاط جس کا قلب دنیاوی مقاصد، لالچ سے خالی ہو، اور اس کا دماغ برے منصوبوں سے پاک ہو تو جب تقویٰ والی زندگی گزارنے والا یہ مسلمان جب بھی گزرے گا تو انگلیاں اٹھیں گی کہ دیکھو! یہ مسلمان جا رہا ہے، دیکھو! اللہ کا بندہ جا رہا ہے ایک امتیازی شان طاری ہو جائے گی آگے اللہ فرماتا ہے: "یجعل لکم فرقاناً" کہ وہ تمہارے اندر ایک شان امتیازی پیدا فرما دے گا۔

میں "فرقان" کا ترجمہ "شان امتیازی" سے کر رہا ہوں، فرقان کا لفظ اتنا بلیغ، عمیم اور وسیع ہے کہ اردو میں "فرقان" کا ترجمہ کرنا آسان نہیں جو لفظ قریب تر ہے وہ کہہ رہا ہوں کہ وہ تمہارے اندر شان امتیازی پیدا کر دے گا، انگلیاں اٹھیں گی، نگاہیں بلند ہوں گی، لوگ اشارے کریں گے، لوگوں کی بعض اوقات نیند اڑ جائے گی، بعض اوقات غفلت دور ہو جائے گی، کہ دیکھو! وہ مسلمان جا رہا ہے، وہ مسلمان گزر رہا ہے، مسلمان کیسے پارسا اور کیسے پاکباز ہوتے ہیں، انسانیت اصل مسلمانوں میں ہے، یہ کسی غیر محرم پر نظر نہیں اٹھاتا، اور راستہ میں اگر کوئی چیز پڑی ہے، جس سے کوئی تکلیف ہو سکتی ہے، کسی کو ٹھوکر لگ سکتی ہے، تو اس کو ہٹا دینے والا ہے، لوگوں کو دھکا دینے والا نہیں ہے، سہولت سے چلنے والا ہے، وقار کے ساتھ چلنے والا ہے، خیر خواہی اور ہمدردی کے ساتھ چلنے والا ہے۔

یہ تھے مسلمان جو گنے چنے کہیں پہنچ جاتے تھے تو پورے پورے معاشرہ کو بدل ڈالتے تھے، پورے پورے شہر

مسلمان ہو گئے، لوگوں کی غفلت خواہ کتنی ہی بڑھی ہوئی ہو، اور ان کے اندر کتنی ہی مال کی لالچ ہو، اور جمال کی لالچ ہو، حب مال ہو، حب جمال ہو، کچھ ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر تاثر لینے اور تاثر دینے کا مادہ پیدا کیا ہے اور دنیا یہ جو چل رہی ہے اس میں اس کو بڑا دخل ہے۔

ذرا مجھے صفائی سے کہنے دیجئے کہ پتہ نہیں پھر یہ موقع آئے یا نہ آئے، ایسا بڑا مجمع جو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی بات سننے کے لیے کہاں کہاں سے آیا ہے اور تبلیغی اجتماع میں آیا ہے تو اس سے بہتر اور مناسب موقع اور کیا ہوگا، دنیا میں اثر قبول کرنے کا مادہ ہے اور یہی دنیا کے باقی رہنے کا راز ہے، کہ اس وقت تک اللہ تبارک وتعالیٰ جو کہ خالق کائنات ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ ابھی انسان میں سبق لینے کی خاصیت موجود ہے اور نیک بننے، صحیح راستہ پر آنے کی خواہش ہے، آپ جب تبلیغ کا وسیع اور عالمگیر کام کریں گے، اصول پر چلیں گے، جماعتیں بنائیں گے، ملک بھر میں پھریں گے اور الحمدللہ یہ کام تو اتنا پھیل چکا ہے کہ دنیا بھر میں جماعتیں جاتی ہیں اور نکلتی ہیں، آپ بھی انشاء اللہ نکلیں گے، اثر ڈال کر آئیے گا، متاثر ہو کے نہیں، متاثر کر کے آئیے گا، کایا پلٹ جائے اور انقلاب آجائے۔

ایک بات صفائی سے اور کہتا ہوں، بدگمانی نہیں کرنا، لیکن مجھے ڈر لگتا ہے کہ یہ شاید نہ کہی گئی ہو کہ آپ جس ملک میں ہیں، جس سرزمین پر رہ رہے ہیں اس میں آپ کو "شان امتیازی" کے ساتھ رہنا چاہیے، "فرقان" جسے کہتے ہیں، ایسی شان طاری ہونی چاہیے کہ لوگوں کے عقائد بدل جائیں، اخلاق بدل جائیں، نگاہیں بدل جائیں، احساسات بدل جائیں کہ مسلمان اتنی بڑی تعداد میں اس ملک میں ہوں، اور وہ اثر ڈال نہ سکیں، اللہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اور خالق فطرت ہے وہ فرمارہا ہے کہ: "ان تتقو ا اللہ یجعل لکم فرقاناً". کہ اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہارے اندر امتیازی شان پیدا کر دے گا۔

ایسا حال طاری ہو جائے گا کہ دیکھتے ہی لوگوں کی اصلاح ہوگی، اور خدا کا خوف پیدا ہونے لگ جائے گا، آج ہمارے اندر قوت تاثیر کا جو فقدان ہے، یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ہم نے "ان تتقو ا اللہ " پر پورا عمل نہیں کیا، اگر ان تتقوا اللہ پر عمل ہو اور ہم خدا سے ڈریں، اس کے نبی ﷺ کی تعلیمات پر، ان کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کریں اور صرف عقائد ہی نہیں، ایمانیات ہی نہیں، جذبات واحساسات، معاملات وتعلقات، اخلاق وکردار، ان سب میں وہ فرق ہو جائے جو تم سے مطلوب ہے، پھر نتیجہ یہ ہوگا کہ انگلیاں اٹھیں گی، انگلیاں ہی نہیں قدم اٹھیں گے، اور زندگی کا رخ بدل کر تمہاری طرف ہو جائے گا اور لوگوں کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا، وہاں کی اکثریت کو اپنا سنبھالنا مشکل ہو جائے گا، ان کو تھامنا مشکل ہو جائے گا کہ اسلام تیزی سے پھیلنے لگے گا، گھر گھر، چپہ چپہ خدائے واحد کا نام لیا جائے گا اور یہ نفس پرستی، جاہ پرستی، دولت پرستی، شہوت پرستی، منصب پرستی، سیاست پرستی، جس کی اس وقت وبا پھیلی ہوئی ہے، وہ وبا کم ہو جائے گی اور لوگوں کو اپنے مقاصد کو، اپنے اغراض کو، اپنے مفادات کو تھامنا مشکل ہو جائے گا، کہ مسلمان اگر ہیں اور

وہ اسلامی سیرت پر ہیں اور اسلامی عقیدہ پر ہیں، تو ان کے اثرات ایسے مرتب ہوں گے کہ سیاسی لیڈروں کو، دانشوروں اور ادیبوں کو، قائدین کو، سماجی کارکنوں کو، اور دوسرے لوگوں کو تھامنا اور مشکل ہو جائے گا۔

آج ایسا دیکھنے کو کیوں نہیں مل رہا ہے، یہ اس لیے ہے کہ ہماری زندگی اسلامی سانچہ میں ڈھلی نہیں ہے، ہمارے عقائد بھی صحیح ہونے چاہئیں، ہمارے معاملات بھی صحیح ہونے چاہئیں ہمارے ''اہداف'' اور زندگی کے نشانے بھی صحیح ہونے چاہئیں اور مختلف ہونے چاہئیں، ممتاز ہونے چاہئیں، کہ یہاں راستہ میں سڑک وگلی میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے، جس سے لوگ ٹھوکر کھائیں اور پہلے تو یہاں وہ چیز پڑی ہوئی تھی، جس سے ٹھوکر لگ سکتی تھی، وہ اب نہیں ہے، ضرور یہاں سے کوئی مسلمان گزرا ہے، اسی طرح کوئی مصیبت زدہ ہے اور کوئی اس کی طرف توجہ نہیں کرتا، کسی کو اس کی فکر نہیں، اگر توجہ کی یا فکر رکھی تو وہ مسلمان نے، اور لوگ کہہ اٹھیں کہ ضرور اس کے پاس سے کوئی مسلمان گزرا ہے، مال کی محبت دوسروں کے مقابلہ ان میں بہت کم ہو، جو بعض اندر کی کمزوریاں اور خامیاں ہوتی ہیں، ان میں کھلا ہوا فرق ہونا چاہیے اور نفسانی خواہشات اور خودغرضی اور حرص وہوس جیسی دوسری کمزوریوں میں بھی نمایاں فرق ہونا چاہیے، یہ کہہ دینا کافی ہو کہ یہ مسلمان ہے۔

آپ تاریخ میں پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ ملک ملک میں انقلاب آ گیا ہے، آپ خود خیال کیجئے، کہاں یہ جزیرۃ العرب جہاں سے اسلام نکلا، کہاں یورپ میں اسپین (اندلس) کا ملک جہاں لاکھوں کے حساب سے لوگ اسلام میں داخل ہوئے اور پھر جہاں کی زبان تک عربی ہوگئی اور پورا کا پورا ملک مسلمانوں کے ہاتھوں میں آ گیا، اس طرح کہاں جزیرۃ العرب اور کہاں ترکی، کہاں جزیرۃ العرب اور کہاں الجزائر اور مغرب اقصیٰ (مراکش) ہم نے ان میں اکثر ممالک دیکھے ہیں، ایک اسپین (Spain) کے سوا کہ جہاں باقاعدہ اس کی کوشش کی گئی کہ یہ یہاں مسلمان باقی رہیں اور نہ ان کا کوئی اثر باقی رہنے دیا جائے، اس میں خود مسلمانوں کی غلطی کو بھی دخل تھا، باقی آج تک ان دوسرے ملکوں میں اسلام باقی ہے اور اسپین میں بھی اسلام کے پھیلنے کی خبریں آ رہی ہیں، آپ زمینی مسافت دیکھئے، زمانی مسافت دیکھیں، زبان کا فرق دیکھیں، تربیت کا فرق دیکھیں تو زمین وآسمان کا فرق ہے لیکن پورے پورے ملک مسلمان جو ہوئے تو یہ مسلمان کے اخلاق کی وجہ سے، تبلیغ ودعوت کی وجہ سے، تربیت کی وجہ سے، عملی نمونہ پیش کرنے کی وجہ سے، حیرت ہوتی ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں اس ملک میں مسلمان آباد ہیں اور وہ اثر ڈال نہ سکیں، ہم تو اس مجمع کو کہتے ہیں جو بات سن رہا ہے کہ یہ یہی کافی ہے، ہاں اگر سچے مسلمان بن جائیں اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے لگ جائیں۔

اس کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ان تتقو اللہ یجعل لکم فرقانا'' کہ اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو وہ تمہارے اندر شان امتیازی پیدا فرمادے گا اور فرماتا ہے:۔ ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا''. کہ میں تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر چکا ہوں، اور تم پر اپنی نعمت

تمام کر چکا ہوں اور اسلام کو تمہارے لیے بطور دین کے پسند کر چکا ہوں۔ ایک دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-
''اے وہ لوگو! جو ایمان لے آئے ہو داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے کے پورے اور شیطان کے پیچھے نہ چلو، وہ تو تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے''۔

اس آیت کریمہ میں ''کافۃ'' فرمایا گیا ہے، یہ بڑا جامع لفظ ہے اس ''کافۃ'' میں سب آ گیا ہے کافۃ عملی طور پر بھی، اعتقادی طور پر بھی، اخلاقی طور پر بھی اجتماعی طور پر بھی، قانونی طور پر بھی، جو لوگ عربی زبان جانتے ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ کافۃ کا کلمہ کتنا مضبوط ہے، کتنا وسیع ہے، کتنا حاوی ہے، یہ حاوی اور شامل ہے، داخل ہونے والوں پر بھی اور اس پر بھی جس میں داخل ہوا جائے، سو فیصدی مسلمان سو فیصدی اسلام میں داخل ہو جاؤ، اس میں نہ کوئی تناسب ہے کہ ستر فیصدی مسلمان، اسی فیصدی مسلمان، ایسا کچھ نہیں بلکہ تمام مسلمان پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جائیں، توارث (ترکہ کی تقسیم) ایسی ہونی چاہیے، واجبات وفرائض پورے ادا ہونے چاہئیں، ماں باپ کا جو حق ہے وہ، مرد و زن کا جو حق ہے وہ، بیوی کا شوہر پر، شوہر کا بیوی پر جو حق ہے وہ، پڑوسی کا جو حق ہے وہ، محلہ والوں کا جو حق ہے وہ، شہریوں کا جو حق ہے وہ، ملک والوں کا، وطن والوں کا جو حق ہے وہ، سب پورے اور صحیح صحیح ادا ہونے چاہئیں۔

یہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اسلام میں (اللہ کے سامنے سر جھکا دینے میں) پورے کے پورے داخل ہو جاؤ، اور یہ وہی فرما بھی سکتا ہے، کہ وہ عالم الغیب ہے اور سب کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کا بنانے والا ہے اور سب کچھ اس کے قبضہ قدرت میں ہے، جب ''ادخلوا فی السلم کافۃ'' فرمادیا تو بظاہر پھر ''ولا تتبعوا خطرات الشیطٰن'' کہنے کی ضرورت نہیں تھی، لیکن اس نے ضرورت سمجھی اور وضاحت کی کہ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہونے کے ساتھ اس بات کا خیال رہے کہ شیطان کی پیروی نہ ہونے پائے، اس کے نقش قدم پر نہ چل پڑا جائے، شیطان کے نقش قدم پر چلنا نہیں ہے بلکہ تمہارے لیے اسوۂ رسول اللہ ﷺ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ'' کہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پورا نمونہ موجود ہے۔

بس یہاں سے یہ عہد کر کے جائیے کہ ایسی زندگی اختیار کریں گے کہ صرف گھر ہی نہیں، پورا ماحول، پورا معاشرہ، آس پاس کا قرب وجوار، پورا شہر، سب کا سب متاثر ہو اور سبھی پر اثر ہو، لوگ کہیں کہ مسلمان کی زندگی کچھ اور ہوتی ہے، جہاں لوگ گر جاتے ہیں، اور جہاں لوگ ٹھوکر کھاتے ہیں، وہاں یہ ثابت قدم رہتا ہے، جہاں دوسرے ضمیر فروشی کرتے ہیں، وہاں یہ مسلمان بکتا نہیں اور اسے کوئی خرید نہیں سکتا، نہ حکومتیں اس کو خرید سکتی ہیں، نہ سیاسی ادارے، اور نہ ہی سیاسی پارٹیاں، نہ دولت منداس کو خرید سکتے ہیں اور نہ کوئی حسن و جمال اور نہ ہی عزت و کمال، کوئی اسے خرید نہیں سکتا، یہ بس ایک مرتبہ بک گئے، ان کا پیدا کرنے والا ان کو خرید چکا، جس نے ان کو دین کی نعمتیں عطا کی ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ'' کہ اللہ تعالیٰ نے

مومنوں سے ان کے جان و مال کو خرید لیا ہے جنت کے عوض میں۔

اب اس کے بعد نہ کوئی طاقت نہ کوئی منفعت اور کوئی بھی ان کو خرید نہیں سکتا، یہ کیرکٹر ہونا چاہیے مسلمانوں کا، اگر آج یہ ہوتا تو پورا ملک مسلمانوں سے محبت کرنے والا، ان کے لیے جان دینے والا، اور اسلام سے پورا فائدہ اٹھانے والا ہو جاتا، اور جہاں کہیں ایسا ہوا، اسی طرح ہوا، کہ لوگوں نے مان لیا کہ ان کا دین سچا ہے ان کے یہاں اصول پسندی ہے، خداترسی ہے، ان میں آخرت شناسی ہے، حقیقت شناسی ہے، اور آج جو اسلام باقی ہے، ہمارے ہی ملک میں نہیں، ساری دنیا میں جو باقی ہے، اس میں بہت بڑا دخل اسلام کے نمونہ کو ہی ہے، ایک فرد چلا گیا ایک ایک کونہ میں ہزاروں لاکھوں لوگ مسلمان ہو گئے، دور نہ جائیے ہندوستان ہی کو لے لیجئے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیر (راجستھان) آئے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے۔ اسی طریقہ سے امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کشمیر گئے اور وہاں کی اکثریت نے اسلام قبول کیا، ایسے ہی کس کس کا نام لیا جائے کہ ایک دو گئے انہوں نے کچھ لوگ تیار کئے اور پھر اسطرح پھیلنے لگا کر گھر گھر محلہ محلہ پھیلا۔

بس ہمیں اپنی زندگی ایسی بنالینی چاہیے کہ ''یجعل لکم فرقاناً'' والی صورت پیدا ہو جائے کہ خدا شان امتیازی پیدا کر دے گا، انگلیاں اٹھیں گی، کان کھڑے ہوں گے، آنکھیں کھلیں گی، اشارے ہوں گے، اس سے بڑھ کر کہ لوگ قدموں پر گریں گے، کہ یہ مسلمان ہیں، اس کے عقائد یہ ہیں، اس کے احوال یہ ہیں، اس کے اخلاق یہ ہیں اس کے جذبات یہ ہیں، اس کے احساسات یہ ہیں، اس کی خواہشات یہ ہیں، اس کے معیار یہ ہیں، یہ ہونا چاہیے یہ پیغام لے کر یہاں سے جائیے۔

مزید اس وقت کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا، جماعت تبلیغ کے جو اصول ہیں، بنیادی نکات ہیں، اس پر بھی کچھ کہنا نہیں کہ اس پر بہت کہا جا چکا ہے، اور جو رہ گیا ہوگا وہ بھی کہہ دیا جائے گا، ہم نے وہیں سے سیکھا ہے آپ بھی وہیں سے سیکھ رہے ہیں، لیکن یہ بات کبھی نہ بھولئے گا، بلکہ اس کو اپنی گرہ میں باندھ لیجئے، کہ آپ کی زندگی میں ایک امتیاز ہونا چاہیے، ایک کھلا ہوا فرق ہونا چاہیے، جس کے لیے قرآن حکیم کے لفظ سے بڑھ کر کوئی دوسرا بلیغ لفظ ہو ہی نہیں سکتا، وہ ہے فرقان کہ آپ کی زندگی میں ایک فرقان ہونا چاہیے، جو دیکھے کہے کہ یہ مسلمان ہے، یہ مسلمان کا کام نہیں، صدہا نہیں ہزارہا واقعات ہیں تاریخ میں، کہ مسلمانوں نے وہ کیا جو کوئی نہیں کر سکتا تھا کہ ایسی بھی کوئی قربانی ہو سکتی ہے، ایسی بھی کوئی ہمت کر سکتا ہے، ایسا بھی کوئی ایثار کر سکتا ہے، لیکن مسلمان نے کیا، تاریخ میں سب موجود ہے، یہ ریکارڈ ہے جو ہسٹری (تاریخ) میں محفوظ ہے، مسلمانوں کے مابہ الامتیاز بلکہ ممتاز اور معیاری طرز عمل سے لوگ ہزار ہا ہزار کی تعداد میں مسلمان ہوئے ہیں، تاریخ میں آپ پڑھیں، مسلمان نے فتح پانے کے باوجود کیسے رحم کا سلوک کیا، کیسی انسانی ہمدردی کا مظاہرہ کیا، کہ لوگ جوق در جوق مسلمان ہونا شروع ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم کو مسلمان کر لیجئے، جو لڑنے

آئے تھے وہ قدموں پر گرے اور اسلام قبول کیا۔

بھئی! آج ہندوستان میں محض ہمارے اوپر دین اور اسلام کا حق ہی نہیں ملک و وطن کا حق بھی ہے، یہ بہر حال ہمارا وطن ہے، اللہ نے ہم کو یہاں پیدا کیا، اور ہمارے لیے اس سرزمین کا انتخاب کیا، اس کا بھی حق ہے، آدمی کو اپنے گھر سے محبت ہوتی ہے، یہ ہمارا گھر ہے، اس میں ہمیں ایسا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے کہ لوگوں کی اصطلاح ہو، بلکہ زندگیوں میں انقلاب آجائے، یہ ظلم واندھیر جو ساری دنیا میں تو ہو ہی رہا ہے، کبھی کبھی ہمارے ملک میں بھی ہو جاتا ہے، بند ہو، کبھی سیاست کے راستہ سے، کبھی حکومت واقتدار کے راستہ سے کبھی مقصد ومفاد کے لحاظ سے، یہ سب بند ہو، انصاف پھیلے اور خدا کا خوف عام ہو، لوگوں میں ایک خداترسی پیدا ہو، خدا کا خوف پیدا ہو انسانیت کا احترام پیدا ہو۔

ایک اور دس ہزار کا فرق رکھتی ہے یعنی ایک آدمی اگر باہر سے آیا ہوا ہوگا تو ۹ ہزار ۹ سو ۹۹ یہیں اسی ملک کے ہیں ان میں سے کچھ تو وہ ہوں گے جو باہر سے آنے والوں کی نسل سے ہیں لیکن اکثر وبیشتر وہ لوگ ہیں جو اسلام کی محبت وانسانیت نوازی کی اداؤں کو دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہونے والوں کی اولاد ہیں، دین کے علمبرداروں اور داعیوں کی بے غرض کوششوں کے اثر سے آج اس برصغیر میں مسجدوں کی تعداد لاکھوں کی ہو چکی ہے، اور مدرسے ومکاتب ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ یہ خوش آئند بات ہے کہ برصغیر میں الحمدللہ دعوت کے کام میں اب بھی مسلمانوں کی ایک تعداد مصروف ہے۔ ان کے میدان عمل اور طریقہ کار میں تنوع ہے، ان کے ذریعہ دین کے تعارف، ایمان وعمل صالح کی تلقین کا کام انجام دیا جارہا ہے، اس میں سے زیادہ وسیع اور عوامی کام جماعت تبلیغ کا ہے جو شہروں، دیہاتوں اور کوردہ سے کوردہ مقام تک پہنچا ہوا ہے، ملک سے باہر دنیا کے بیشتر ملکوں تک سفر کرکے اس کے داعی پہنچتے ہیں، خود اپنا خرچ کرتے ہیں، محبت وہمدردی کے ساتھ لوگوں سے جتلا رہ چکے ہیں وہ اب دیکھنے میں مولوی ملا اور عملی طور پر دینی زندگی میں سرشار نظر آتے ہیں۔ یہ سب نتیجہ ہے دعوتی زندگی اختیار کرنے کا اور اللہ تعالیٰ کے حکم دعوت کی تعمیل کا، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو دعوت کی یہ کوششیں جو بے غرض طریقہ سے کی جارہی ہیں، خواہ جماعت تبلیغ کی ہوں خواہ دوسری دعوتی عمل رکھنے والی جماعتوں کی ہوں، امت مسلمہ کی حفاظت وترقی کے بہترین نتائج پیدا کریں گی اور کم ازکم اس امت کے بقا وتحفظ کا ذریعہ ثابت ہوں گی۔ (بحوالہ تعمیر حیات' انڈیا)

ضـــــروری اطـــلاع

جامعہ حقانیہ کی نئی ویب سائٹس کا ایڈریس قارئین نوٹ فرمالیں۔ الحمدللہ سائٹ لانچ ہو چکی ہے۔

www.jamiahaqqania.edu.pk